سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

حجۃ اللہ البالغہ کی روشنی میں

ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرہ نسب اس طرح ہے (محمدؐ ابن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی) عرب کے افضل و اعلیٰ نسب و خاندان میں جو سب سے زیادہ شجاع، بہادر اور سب سے زیادہ سخی اور فیاض، اور سب سے زیادہ فصیح اللسان، صاحب بلاغت، اور سب سے زیادہ ذکی القلب قوم تھی۔ اس میں آپ کی نشاۃ و پیدائش ہوئی اور دنیا میں تمام انبیاء کرام کا یہی حال رہا ہے۔ نیز انبیاء کرام اپنی ہی قوم کے نسب و خاندان میں مبعوث ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح سونے چاندی کی کانیں ہوا کرتی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ آدمی عمدہ اور اچھے اخلاق اپنے اباؤ اجداد ہی سے ورثہ میں حاصل کرتا ہے۔ اور نبوت کا استحقاق انہی لوگوں کو ہوتا ہے جو کامل الاخلاق ہوا کرتے ہیں۔ اور بعثت انبیاء سے اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حق کو غالب کیا جائے۔ اور اُن کے ذریعہ کجرو، غلط رفتار لوگوں کو راہ راست پر لایا جائے۔ چنانچہ انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ لوگوں کا امام و پیشوا گردانتا ہے۔ اور اس منصب کا قریب ترین حقدار وہی ہوتا ہے جو نسب و خاندان کے اعتبار سے اعلیٰ و ارفع شان رکھتا ہو۔ اور یہ اس لئے کہ احکام الٰہی میں لطف و مہربانی کی خصوصی رعایت ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اسی امر کی وضاحت کر رہا ہے

اللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ — اللہ اپنی رسالت سپرد کرنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے

خلق اور خُلق کے لحاظ سے آپؐ کی پیدائش بالکل معتدل تھی۔ آپؐ میانہ قامت تھے نہ طویل

القامت تھے نہ کوتاہ قامت۔ موئے مبارک نہ بالکل گھونگر والے اور کوتاہ تھے جیسے کہ حبشیوں کے ہوا کرتے ہیں، نہ بہت لمبے اور چھوٹے ہوئے بھی، بلکہ بین بین تھے، گھونگر والے بھی تھے اور چھوٹے ہوئے بھی۔ آپ نہ تو جسیم الجثہ تھے اور نہ بالکل ندور الاعضاء چہرہ مبارک گولائی لئے ہوئے تھا۔ سر مبارک بڑا اور موزوں تھا۔ ڈاڑھی گھنی تھی، ہتھیلیاں بھاری اور پُر گوشت تھیں، پنجے پُر گوشت تھے۔ رنگ سفید اور سُرخی مائل تھا۔ اعضاء اور جوڑوں میں فربہی تھی طاقت اور گرفت کے لحاظ سے نہایت قوی اور مضبوط تھے۔ بہترین صادق الہجہ، نرم خو، نرم طبع تھے۔ کوئی شخص آپ کو یکایک ناگہانی طور پر دیکھ لیتا تو ہیبت کھا جاتا اور اس پر رعب طاری ہو جاتا۔ لیکن اگر کوئی شخص آپ سے ملتا جلتا رہتا اور آپ کی سیرت و اخلاق سے واقف ہو جاتا تو آپؐ پر فریفتہ ہو جاتا، اور باوجود بزرگی کے آپ بے حد متواضع، اور منکسر المزاج تھے، گھر والوں اور خدام کے حق میں نہایت ہی نرم دل اور مہربان تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دس برس آپؐ کی خدمت میں رہے، لیکن آپ نے اُن کو کبھی اف تک نہیں کہا۔ مدینہ منورہ کی ادنیٰ کنیز و باندی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپؐ کا ہاتھ پکڑ کر جس خدمت کے لئے اور جہاں چاہتی لے جاتی اور اپنے گھر والوں کی خدمت اکثر آپؐ خود ہی انجام دیا کرتے، فحش گوئی، لعنت و ملامت، گالی گلوچ آپ کی عادت نہ تھی، اپنا جوتہ خود ٹانک لیتے اور اپنا کپڑا خود ہی سی لیتے اور اپنی بکری خود ہی دودھ لیتے، حالانکہ آپ کی ذات ایک اولوالعزم شخصیت تھی، اور عزم و اقدام کی راہ میں آپؐ کو کوئی مغلوب اور پست ہمت نہیں کرسکتا تھا۔ حکمت و مصلحت کی کوئی چیز آپ سے فوت نہیں ہوا کرتی تھی۔ سب سے زیادہ آپ سخی اور فیاض اور فراخدل، فراخ حوصلہ تھے۔ مصائب و تکالیف برداشت کرنے میں تمام سے زیادہ ثابت قدم اور صبر و ہمت کے پیکر تھے۔ رحمدلی، لطف و مہربانی میں کوئی آپ کا ہمسر نہ تھا۔ آپؐ کی ذات سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچتی تھی۔ نہ آپؐ کے ہاتھ سے نہ آپؐ کی زبان سے۔ مگر ہاں جب اللہ کی راہ میں آپ جہاد کرتے اور تدبیر منزل اور نظام خانہ داری کی اصلاح۔ اور اپنے اصحاب و حواریں کی سیاست اور شہری مصلحت پیش نظر ہوتی تو آپ پوری قوت سے کام لیتے۔ اور ان امور کا اس قدر التزام فرماتے کہ اس سے زیادہ التزام متصور اور ممکن ہی نہ تھا۔ ہر ہر چیز کی قدر و قیمت اور ہر ہر چیز کا اندازہ آپ اچھی طرح جانتے اور سمجھتے تھے۔ آپؐ کی نگاہ ہمیشہ عالم ملکوت

کی طرف رہتی - اور فریفتہ وار ذکر الٰہی میں مشغول رہتے - اور یہ چیز آپ کی زبان، کلام، اور آپ کے جملہ حالات سے محسوس اور ظاہر ہوا کرتی تھی - اور اس بارے میں ہمیشہ غیب سے آپ کی تائید ہوتی رہتی تھی اور آپ کو برکت دی جاتی تھی، اور آپ کی دعا مقبول ہوا کرتی تھی - اور "خطیرۃ القدس" کا دروازہ ہمیشہ آپ کے لئے کھلا رہتا تھا اور وہاں سے علوم کا فیضان ہوتا رہتا تھا اور آپ کی مقدس ذات سے ہمیشہ مختلف قسم کے معجزات کا ظہور ہوتا رہتا تھا، دعا جلد قبول ہوتی تھی - مستقبل کی خبریں اور حالات آپ پر منکشف ہوتے رہتے تھے - برکت دی جائے ایسی چیزوں کے لئے آپ برکت کی دعا کرتے تو برکت دی جاتی تھی - اور انبیاء کی تو شان ہی یہی ہوتی ہے - ان کی جبلت وطبیعت ہی ان صفات کی حامل ہوا کرتی ہے - وہ فطرت الٰہی جن پر انبیاء کرام مفطور ہوا کرتے ہیں وہی انہیں ان صفات کی طرف کھینچ لے جاتی ہے -

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دعا میں آپ کو یاد فرمایا تھا - اور آپ کی جلالت شان کی بشارت اور پیشین گوئی فرمائی تھی -

حضرت "موسیٰ" اور حضرت "عیسیٰ" اور دیگر تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام آپ کے وجود باجود کی بشارت اور پیشین گوئی فرماتے چلے آتے تھے -

آپ کی والدہ ماجدہ نے خواب کے اندر ایک نور دیکھا جو اُن کے شکم سے نکل کر کرۂ زمین پر پھیل گیا - اور ساری دنیا کو منور کر دیا - اس خواب کی تعبیر انہوں نے یہ کی تھی کہ ان بطن سے ایک ایسا بابرکت لڑکا پیدا ہوگا جس کا دین مشرق ومغرب میں پھیل جائے گا -

جنات بھی آپ کی پیدائش کی خبر دیتے چلے آتے تھے -

کاہنوں اور نجومیوں نے بھی آپ کے وجود و مدارج اور علو شان کی خبر دی تھی -

واقعات جویہ - حوادث فضائیہ بھی آپ کے شرف و بزرگی اور عظمت وجلالت کی طرف راہ نمائی اور راہبری کر رہے تھے -

بے شمار دلائل نبوت آپ کی مقدس ذات میں جمع تھے اور یہ دلائل ہر جانب سے آپ کو گھیرے ہوئے تھے - جیسا کہ ہرقل قیصر روم نے خبر دی تھی -

آپ کی پیدائش اور زمانہ رضاعت میں لوگوں نے بیشمار لاتعداد آثار برکت آپ کے اندر مشاہدہ

کئے ہیں۔

فرشتوں نے آکر آپ کا قلب مبارک شق کیا۔ اور اس کے اندر ایمان و حکمت کی برکتیں بھر دیں اور شق قلب کا وقوع و ظہور عالم مثال اور عالم شہادۃ و شہود کے بین بین ہوا تھا۔ اور یہی سبب تھا کہ شق قلب سے ہلاکت وقوع میں نہ آئی اور شق قلب کی وجہ سے رشتہ اور ٹانکے لگائے گئے اس کا اثر و نشان آپ کے شکم مبارک پر باقی تھا۔ اور ہر اس چیز کا جس کے اندر عالم مثال اور عالم شہود کا اختلاط ہوا کرتا ہے یہی حال اور یہی حیثیت ہوا کرتی ہے۔

ابو طالب نے جب آپ کو لے کر شام کا سفر کیا تو وہاں کے راہب نے آپ کے اندر نبوت و رسالت کی علامات اور نشانیاں دیکھیں اور آپ کی نبوت کی شہادت دی۔

جب آپ جوان ہوئے تو فرشتوں سے مناسبت و تعلق ہونے لگا۔ اور آپ ہاتف غیبی کی آوازیں سننے لگے۔ اکثر اوقات فرشتے جسمانی شکل میں آپ کے حضور میں نمودار ہونے لگے۔

اور حضرت "خدیجۃ الکبریٰ رض" کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام ضروریات و احتیاجات کی کفالت فرمائی۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض کو آپؐ کی ذات گرامی سے بے انتہاء محبت تھی اور اس لئے وہ ہمہ اوقات آپؐ کی مواسات و ہمدردی اور اعانت میں لگی رہتی تھیں۔ قریش میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض سب سے زیادہ دولت مند عورت تھیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ یہی دستور رہا ہے کہ وہ جس کسی سے محبت کرتا ہے تو اپنے بندوں ہی کو اس کی کارسازی کے لئے کھڑا کر دیتا ہے۔

ایک مرتبہ لوگ کعبۃ اللہ کی تعمیر کر رہے تھے۔ آپؐ نے بھی اس کی تعمیر میں شرکت فرمائی اور عربوں کی عام عادات کے موافق آپ نے بھی اپنی ازار (تہبند) اپنے کندھوں پر ڈال لی جس سے آپ کا ستر عورت کھل گیا۔ آپ اسی وقت بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ چنانچہ آپ نے وصیت فرمائی کہ بیہوشی کی حالت میں بھی آپ کا ستر کبھی کھلنے نہ پائے اور یہ غشی و بیہوشی بھی شعبہائے نبوت کا ایک شعبہ ہے۔ اور مواخذۂ نفس، اور باز پرس عمل کی بھی یہ ایک شکل ہے۔

اس کے بعد آپ کو عزلت نشینی اور خلوت گزینی آپ کو پسند آنے لگی۔ کئی کئی راتیں آپ باہر جا کر خلوت گزینی میں گزار دیتے پھر آپ گھر پر تشریف لاتے اور کبھی دن کی خوراک لے کر پھر وہاں چلے جاتے۔ آپ کو دنیا سے انتہائی بے رغبتی ہو چکی تھی۔ فطرت الٰہی میں کامل تجرد پیدا ہو چکا تھا۔

اور پوری قوت سے روحانیت آپ پر غالب ہو چکی تھی۔

جن امور کا سب سے پہلے آپ پر ظہور ہوا وہ "رویاءِ صالحہ" یعنی عمدہ خواب تھے۔ چنانچہ جب کبھی آپ کوئی خواب دیکھتے صبح کی سپیدہ کی طرح وہ ظاہر ہوتا۔ اور اس قسم کے خواب بھی شعبہائے نبوت کا ایک شعبہ ہے۔

اِس کے بعد "مقام حراء" میں آپ کے پاس جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے اور نزول وحی کی ابتداء ہوئی اور چونکہ طبیعت کا یہ قانون ہے کہ جب "بہیمیہ" پر "ملکیہ" غالب آجاتی ہے تو طبیعت کے اندر ایک قسم کا ہیجان۔ اور تشویش و پریشانی لاحق ہو جاتی ہے اسی قانون کے مطابق آپ پر بھی ایک قسم کی تشویش و پریشانی طاری ہوگئی۔ چنانچہ حضرت "خدیجہ" رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچیں۔ ورقہ نے تمام حالات معلوم کرنے کے بعد کہا گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں ہے آپ کے سامنے وہی فرشتہ ظاہر ہوا ہے جو حضرت "موسیٰؑ" کے پاس آیا کرتا تھا۔ اُس کے بعد کچھ عرصہ کے لئے وحی کا سلسلہ بند ہوگیا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ انسان اپنے اندر دو جہتیں رکھتا ہے۔ ایک جہت بشری، دوسری جہت ملکی۔ اور انسان جب ظلمات و تاریکیوں سے نکل کر نور کی طرف بڑھتا ہے تو ان ہر دو فرقوں میں باہم تصادم اور مزاحمت شروع ہو جاتی ہے۔ اور بالآخر وہی ہوتا ہے جو امر الٰہی ہوتا ہے۔

فرشتے کو آپ کبھی آسمان و زمین کے درمیان بیٹھا ہوا دیکھتے۔ کبھی حرم کے اندر کھڑا ہوا دیکھتے اور اس حالت میں دیکھتے کہ فرشتہ کی کمر کعبہ تک ممتد ہوتی، اور کبھی کسی دوسری شکل میں بھی دیکھتے اور اس کا راز یہ ہے کہ جو نفوس بشری اپنے اندر نبوت کی استعداد و صلاحیت رکھتے ہیں اُن کے سامنے "عالم ملکوت" مستحضر ہو جاتا ہے اور جس وقت یہ نفوس جسمانی علائق سے تجرد کر لیتے ہیں تو وقت کے مناسب حال اُن پر ملکی روشنی ضوفشاں ہو جاتی ہے۔ جس طرح کہ بعض اوقات عامۃ الناس کے نفوس جب منجملہ تجرد حاصل کر لیتے ہیں تو خواب کے اندر اُن پر بعض امور کا انکشاف ہونے لگتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا۔ یارسول اللہ آپ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا۔

احیانا یاتینی من صلصلۃ الجرس وھو اشدہ علی۔ نیفصم عنی وقد وعیت ماقال۔ واحیانا یتمثل لی الملک رجلا نا عنی ما یقول۔

کبھی گھنٹے کی آواز کی شکل میں مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے اور یہ وحی مجھ پر بہت گراں ہوتی ہے۔ اور پھر جب وہ منقطع ہوجاتی ہے تو جو کچھ اس نے کہا تھا میں یاد کرلیتا ہوں۔ اور کبھی فرشتہ آدمی کی شکل میں سامنے آتا ہے تو جو کچھ وہ کہتا ہے میں یاد کرلیتا ہوں۔

(اقول) میں کہتا ہوں۔ گھنٹے کی آواز کے یہ معنی ہیں کہ قوائے انسان جب کسی بیرونی قوت کی تاثیر سے متصادم ہوجاتے ہیں تو انسانی قویٰ کے اندر تشویش و پراگندگی پیدا ہوجاتی ہے۔ چنانچہ جب قوتِ بصارت کسی شے سے متصادم ہوجاتی ہے۔ تو اس کی تشویش و پراگندگی کی یہ شکل ہوتی ہے کہ مختلف قسم کے سرخ، زرد، سبز رنگ نظر آنے لگتے ہیں۔ اور جب قوت سماعت کسی سے متصادم ہوتی ہے تو اس کی تشویش و پراگندگی کی یہ ہوتی ہے کہ مبہم بے معنی آوازیں، مثلاً گنگناہٹ، بھنبھناہٹ اور جھنکار سنائی دیتی ہے۔ لیکن اس قسم کا تشویشی اثر دور ہوجاتا ہے تو اصل چیز کا علم انسان کے اندر پیدا ہوجاتا ہے۔

اور فرشتے کی شکل میں متمثل ہونے کی یہ صورت ہے کہ کسی مخصوص موقع و مقام میں عالم مثال اور عالم شہود کے احکام کے اثرات مجتمع ہوجاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ بعض انسانوں کو فرشتہ نظر آتا ہے اور بعض کو نظر نہیں آتا۔

مذکورہ حالات کے بعد آپ کو حکم دیا گیا کہ اب دنیا کے سامنے دعوتِ اسلام پیش کرو۔ چنانچہ مخفی طور پر آپ نے دعوت اسلام شروع کر دی۔ اور حضرت "خدیجۃ الکبریٰ رضؓ"، حضرت "ابوبکر صدیق رضؓ" حضرت "بلال رضؓ" اور ان جیسے بعض حضرات ایمان لا کر مشرف باسلام ہو گئے۔

اس کے بعد آپ کو حکم دیا گیا کہ

فاصدع بما تومر — تم کو جو حکم دیا گیا ہے اسے کھول کر بیان کردو۔